نظرات

افسوس ہے کہ گذشتہ ماہ اپریل میں ہمارے دو عزیز محترم دوست اور برِصغیر کے نامور محقق اور عالم پیر سید حسام الدین راشدی اور مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اول الذکر کا انتقال لندن میں ہوا جہاں وہ کینسر کا آپریشن اور ساتھ ہی دل کی بیماری کا علاج کرانے کی غرض سے مقیم تھے اور تدفین سندھ کے ان کے اپنے وطن کے قبرستان میں ہوئی، اور مؤخر الذکر کا انتقال کراچی میں ہوا اور یہیں تدفین بھی ہوئی۔

پیر صاحب لاڑکانہ کے بہمن نامی ایک قصبہ میں ۲۰ ستمبر ۱۹۱۱ء کو سندھ کے نامی گرامی خاندان راشدیہ میں پیدا ہوئے، علمی ذوق موروثی تھا، دولت و ثروت میں بھی یہ خاندان ممتاز تھا۔ ذہانت اور طباعی کا جوہر خداداد رکھتے تھے اس لیے از خود تعلیم کی طرف راغب ہوئے اور فارسی اردو اور سندھی زبان وادب کے نامور ادیب، محقق اور مصنف بنے، عربی اور انگریزی سے بھی واقف تھے، ذاتی کتب خانہ جو اباً عن جدٍ ان تک پہنچا تھا مطبوعات کی کثرت کے ساتھ نوادر مخطوطات پر مشتمل پہلے سے تھا ہی مرحوم نے اپنی ذاتی کاوش اور تلاش وجستجو سے اس پر جو نہایت وقیع اضافہ کیا اس کی وجہ سے آج یہ کتاب خانہ کراچی کے کتب خانوں میں ایک خاص مرتبہ و مقام رکھتا ہے پیر صاحب عمر بھر مجرد رہے، ان کا شب و روز کا مشغلہ مطالعہ، تحقیق و تصنیف اور احباب سے ملاقات کے سوا کچھ اور نہ تھا، ان کے علمی اور تحقیقی کارناموں پر انشاء اللہ برہان میں عنقریب ایک مقالہ شائع ہوگا، ان سطور سے مقصد صرف رسم تعزیت ادا کرنا ہے۔

کراچی ارباب علم وادب اور اصحاب دانش وہنر کی کثرت کے باعث آج کل برصغیر کا قرطبہ وبغداد بنا ہوا ہے لیکن ایک پیر سید حسام الدین راشدی اور دوسرے مشفق خواجہ، اس مجمع علم وفضل میں دونوں کا مرتبہ ووقار ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی ایک بزرگ خاندان کا ہوتا ہے، مشفق خواجہ اور ان کے خاندان سے راقم الحروف کا تعلق بہت دیرینہ اور عزیزانہ ہے گذشتہ سال مارچ ۱۹۸۱ء کی ۱۶ر مارچ کو جب میں اسلام آباد اور لاہور سے فارغ ہوکر کراچی پہنچا اور خواجہ صاحب سے ملاقات ہوئی تو ۲۱ر مارچ کو انھوں نے ایک نہایت مکلف اور عظیم الشان ڈنر دیا۔ جس میں کراچی کے مشاہیر علم وادب کا بڑا اچھا مجمع تھا اور انڈیا کے مندوبین میں سے سید صباح الدین عبدالرحمٰن اور ڈاکٹر نثار احمد فاروقی بھی شریک تھے، پیر سید حسام الدین راشدی سے اس اجتماع میں ملاقات ہوئی تو غیر معمولی التفات وتوجہ اور بڑی بے تکلفی اور محبت سے ملے مجھ کو یاد نہیں تھا کہ اس سے پہلے ملاقات کب اور کہاں ہوئی ہے، لیکن انھوں نے یاد دلایا کہ میری اور ان کی پہلی ملاقات ۱۹۶۹ء میں کراچی میں لفٹنٹ کرنل خواجہ عبدالرشید کی کوٹھی پر ایک ڈنر میں ہوئی تھی اس کے علاوہ اور بہت باتیں ہوئیں، حقیقت یہ ہے کہ اس مختصر صحبت میں پیر صاحب نے اپنے حسن اخلاق کا گرویدہ بنا لیا، چنانچہ ۲۰ر ستمبر کو جنوبی افریقہ سے واپسی میں پھر دوبارہ کراچی پہنچا تو ایک دن فون پر گفتگو کے بعد مکان پر حاضر ہوا، بڑے تپاک سے ملے، پھر ایک دن ڈنر پر مدعو کیا۔ میں نے ہر چند معذرت کی مگر کسی طرح راضی نہ ہوئے، آخر ۲۸ر ستمبر کو شب کے ۸½ بجے ان کے ہاں نہایت متنوع اور مکلف ڈنر ہوا۔ جس میں کراچی یونیورسٹی کے اساتذہ، علمی اور ادبی اداروں کے ذمہ دار حضرات اور نامور ارباب قلم مدعو تھے، خواتین میں چند ایرانی خواتین بھی تھیں، یہ شاندار ضیافت اور اس کا اس درجہ اہتمام! یہ سب کچھ تو رہا ایک طرف! سب سے زیادہ میں جس چیز سے متاثر ہوا وہ یہ تھی کہ پیر حسام الدین راشدی دل اور کینسر، ان دونوں جان لیوا بیماریوں کے پرانے بیمار تھے، دل کا شدید دورہ دو مرتبہ پڑ چکا تھا۔ اور کینسر کا حال یہ تھا کہ اس کے پانچ آپریشن کراچی میں اور چھٹا آپریشن ماسکو میں ہو چکے تھے اور اب ساتواں آپریشن لندن میں ہونے والا تھا۔